ماہنامہ شمس کا پچیسواں تبلیغی رسالہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

تعداد طبع دو ہزار

امامیہ مشن بلڈنگ فنڈ

اور

اُس کی ضرورت

برادران ایمانی! آپکے اس دینی تبلیغی مشن کے دفتر کیلئے سر دست ایک ہال کی تعمیر کیلئے صرف دو ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس حقیر رقم کا فراہم کر دینا دریادلان قوم کے کوئی بڑی بات نہیں صرف توجہ شرط ہے۔ مولا کا نام لیکر اُٹھئے اور شہر شہر مقام مقام پر اپنے حلقۂ اثر سے تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے اپنے محبوب مشن کی اس اہم ترین ضرورت کا جلد از جلد تکملہ کرا دیجئے تاکہ آپکی گاڑھی کمائی کا پیسہ کسی کرایہ کی عمارت پر صرف کرنے کا موقع نہ ملے۔

اِس فنڈ میں قلیل سے قلیل رقم بھی شکریہ کیساتھ قبول کیجاویگی اور تمام معطیان کے نام نامی اور رقوم عطایا کا اخبارات میں اعلان ہوتا رہے گا۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین عفی عنہ آنریری سکریٹری

امامیہ مشن لکھنؤ

امامیہ مشن کا پچیسواں تبلیغی رسالہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

تعداد اشاعت ۲۰۰۰

امامیہ مشن کی چھبیسویں تبلیغی خدمت

بہ یادگار ولادت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

حسب معمول امسال بھی یہ رسالہ جو نظم و نثر مضامین کا بہترین مجموعہ ہے پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ افراد قوم ۱۳؍ رجب المرجب کو اس کی کثیر سے کثیر تعداد غیر اقوام میں تقسیم فرما کر ماجور ہوں گے۔

خادم ملت
سید ابن حسین عفی عنہ
آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ

(۱)

رشحات قلم اعلحضرت سرکار آصف جاہ محمد محبوب علیخان بہادر آصف

مرحوم نظام حیدرآباد دکن

خدا کے راز رسالتمآب سمجھے ہیں
نبی کے سر خفی بوتراب سمجھے ہیں
علی نبی سے نبی ہیں علی سے یہ حق ہے
ہم اس حدیث کو ام الکتاب سمجھے ہیں
جو سچ کہو تو خدائی ہیں بندۂ بیکس
علی کو بعد رسالتمآب سمجھے ہیں
جہاں میں کہتے ہیں اکسیر جس کو اے محبوب
ہم اس کو خاک در بوتراب سمجھے ہیں

۱؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی منی وانا من علی اخرجہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ اخرجہ مصنفہ علامہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر ص [illegible] میں کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا! علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اس کو امام احمد بن حنبل ترمذی نسائی ابن ماجہ نے اپنے صحاح میں نقل کیا ہے۔

قطعۂ تقریب عید امیر ۱۳ رجب

کلام فصاحت التیام سلطان العلوم اعلیحضرت سرکار محمد عثمان علیخان نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہٗ

رشتہ اش با نبیؐ بلا فصل[1] است	چہ علیؑ را بہ مصطفیٰ وصل[3] است
یعنی بلا تفریق	بمعنی پیوند

ہمہ سنی وجود[2] او عثمان	در چمن چون بہار را فصل است
بمعنی اندازہ

ف ۲ باین وجہ کہ بعد رسول اللہ وجود او بحق اسلام حجت خدا بود لاریب و ما آزاد مشربیم

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لعلی بن ابیطالب انت ولی کل مومن بعدی۔

"حضرت صلعم نے فرمایا علی بن ابیطالب کو تم ہر مومن کے ولی ہو میرے بعد" (استیعاب مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد ج ۲ صفحہ ۴۷)۔ علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے ما صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن بعدی۔

"صحیح روایت میں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہے کہ خدا وند دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ ولی ہیں ہر مومن کے میرے بعد" (منح مکیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳۷)

پہلی تھی جنگ بدر جس مین مسلمان مجبوراً دشمنون کے خلاف تلوارین کھینچنے پر مجبور
ہو گئے تھے حضرت علیؑ نے سب سے پہلے فتح حاصل کی وہی خدا اور رسولؐ کے پیارے
علی جن کے ہاتھون کافران مکہ نے شکست کھائی اور ہلاک ہوئے جنگ احد مین اگر
حضرت علی کی زبردست شجاعت کام مین نہ آتی جنھون نے اس موقعہ پر حیرت انگیز
تحمل سے مسلمانون کی حالت کو سنبھالا تو مسلمانون کو شکست فاش ہو جاتی۔
آپ نے جنگ خندق و خیبر فتح کی فتح مکہ بھی بہت بڑی حد تک آپ کی بہادری
اور سپاہیانہ جوہر کی رہین منت ہے خلیفہ اول کے دور حکومت مین جبکہ بہت سے
مسلمان اپنی پچھلی ایڑیون پر پلٹ گئے تھے حضرت علی کے عمدہ مشورے نے ابوبکر
کو مشکلات سے نجات دلائی اور حضرت عمرؓ کو بھی آپ اسی طرح نہایت خلوص کیساتھ
مشورہ دیتے رہے اور آپ ہی کی امداد نے حضرت عثمان کی نام آوری مین اضافہ
کیا خلیفہ سوم کے شکست کا باعث زیادہ تر یہ تھا کہ انھون نے جناب امیر کے مشورون
پر عمل کرنے مین تساہل کیا جب آپ خود خلیفہ ہوئے تو آپ نے دنیا کے سامنے ایک
بے بہا عملی دستور حکومت پیش کیا جس کا دنیا نے تصور تک کیا تھا - قیصر روم
و فارس کے ڈکٹیٹر اور بادشاہ جس کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے جن کا سیاسی نظام العمل
بہترین تصور کیا جاتا تھا لیکن دنیا ابھی اس درجہ پر نہین پہونچی تھی کہ آپکے
دستور عملی کو سمجھتی اس لئے اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا لوگ
آپکے خلاف کھڑے ہو گئے اس کا سبب یہ نہین تھا کہ آپ نے عمدہ نظام حکومت

پیش نہین کیا تھا۔ بلکہ اس کا باعث بنی امیہ کی سیاسی جماعتین اور انکی
حکومت کے خلاف ان جماعتون کی بغاوت تھی نہج البلاغۃ مین علی ع کے مواعظ
اور ابن ابی الحدید کی شرح پڑھنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ ایک بڑے
مدبر تھے۔ اور آپ نے جو دستور حکومت اور اس کے اصول پیش کئے تھے وہ
زمانہ جدید کے جمہوری اصول سے بہتر اور زیادہ عملی تھے موجودہ زمانہ مین یہ تصور
کیا جاتا ہے کہ اصول اشتراکیت مساوات پر مبنی ہی۔ لیکن اس اصول کے
عمل کرنے مین بیشمار مشکلات پائی جاتی ہین جس سے اس کے ناقابل عمل
و نامکمل ہونیکا ثبوت ملتا ہی۔ ایسے زمانہ مین جو دستور حکومت جناب امیر
نے پیش کیا وہ ہماری توجہ کے لائق ہے کہ یہ بہت ہی زیادہ آسان اور
قابل عمل ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ مسلمانون نے اس نکتہ نظر سے حضرت علیؑ کے
عملی تدبر پر نظر نہین ڈالی جس کی انھین اور تمام دنیا کو ہمیشہ سے ضرورت
رہی ہے۔

رباعی

نتیجہ فکر جناب ضیا یار جنگ مفتی ضیاء الدین صاحب حنفی

سابق رکن عدالت عالیہ حیدرآباد ۔ دکن

کے توان شرح مقام مصطفیٰ و بوتراب

آن نبی و این ولی آن آفتاب این ماہتاب

شہر علم مصطفیٰ را جز علیؑ بابے نبود

یارب این قصر خلافت را چرا شد چار باب

حضور نظام کا فرمان

ممالک محروسہ میں ۱۳ رجب کی تعطیل

نمبر ۱د ۱۶ حیدرآباد دکن ۱۶ ؍ بہمن ۱۳۴۴ف مطابق ۱۱ ؍ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یوم چہارشنبہ (۱۵)

بحکم عالیجناب مہاراجہ بہادر سر کشن پرشاد یمین السلطنت بالقابہم

پیشکار و صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی

پیشگاہ خسروی سے شرف ورود لایا ہوا فرمان عقیدت نشان مؤرخہ ۱۱ ؍ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ شایع کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

سید محمد مہدی معتمد صدر اعظم باب حکومت

فرمان

اس سال سے ہر سال رجب کی ۱۳ ؍ تاریخ جو ولادت جناب امیر علیہ السلام ہے اس دن ممالک محروسہ میں تعطیل قرار دیجائے کیونکہ جو عالی ہستی خانہ کعبہ میں خود زینت آرائی وہ نصیب شریف تھی۔

قطعہ تقریب عید مسر[٤] امیر

علی کو نازش بیت الحرام است

در آن او را ولادت لا کلام است

مسرت گوید اے عثمان کہ امروز

خوری گر مے نہ باور کن حرام است

(بمعنی حب) لاشک فیہ

اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی

شرح دستخط مبارک

۱۱ رجمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ ـ

حیرت انگیز ولادت

اور

عقول کی حیرت انگیز ٹھوکریں

از قلم معجز رقم حضرت سید العلماء مولانا السید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

واقعہ اپنی نوعیت میں نرالا ہو تو کچھ تعجب نہیں کہ اس کے رموز میں سطحی نظریں ٹھوکریں کھاتی پھریں اور ناقص عقلیں اس کی تہ تک پہنچنے کی فکر میں تاریکی و غموض کے پرپیچ راستوں کے اندر ہاتھ پاؤں مارتی رہیں اور پھر جب کہ اس غموض نما کے اندر کوئی ذاتی جذبہ بھی کارفرما ہو۔

جس طرح پہلی تاریخ کے چاند پر غور کرنے والا شخص بسا اوقات اپنی قوت متخیلہ کی امداد سے بہت سے ایسے چاند دیکھ لیتا ہے جن کا وجود نہیں ہے اور کبھی یقین بھی کر لیتا ہے کہ بے شبہ میں نے چاند دیکھا حالانکہ چاند کا پتہ نہیں اور کسی کے انتظار میں دروازہ کی کھٹکھٹاہٹ پر کان لگانے والا ہر مرتبہ اس کا احساس کرتا ہے کہ کوئی پکار رہا ہے یا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، اسی طرح کسی جذبہ خاص کے بتحت عقل پر زور دینے والا بہت سی باتوں کو حقیقت کے لباس میں

دیکھنے لگتا ہی حالانکہ اون کو حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہین ہی۔
بیشک جس طرح پہلے کا علاج یہ ہی کہ وہ نظر کو گڑا کر دیکھے تو معلوم ہو جائیگا کہ جسکو چاند سمجھ رہا ہی وہ ایک خط وہمی ہی اور پورے طور سے دھیان کرکے سنے تو معلوم ہو کہ اسکی سنی ہوئی آواز خود اسی کے کانون کی پیداوار ہی اسی طرح اسکی تدبیر یہ ہی کہ وہ اپنے ذہن کو ہر قسم کے جذبات سے صاف کرکے حقیقت پر بغیر کسی لگاوٹ کے غور کرے اور اپنے خیالات کا عقلی و نقلی مسلمہ مقدمات کے معیار کے مطابق جائزہ لے تو معلوم ہو جائے گا کہ جسے وہ حقیقت سمجھتا تھا وہ سراب خیال ہے ۔
۱۳ رجب اور امیر المومنین ع کی ولادت خانہ کعبہ کا واقعہ خود اپنی نوعیت مین بے نظیر تھا اور بعض عام اعتقادات نے ظاہری ترتیب خلافت کو ترتیب فضیلت کا معیار قرار دے کر ذہنیتون مین جو جمود پیدا کر دیا اُس کا نتیجہ یہ تھا کہ امیر المومنین ع کی ہر فضیلت پر جو حضرت کی ذات سے مخصوص ہو اسی جذبہ کے تحت مین نظر کی گئی کہ وہ اپنے ذاتی خیالات و جذبات مین خیرانداز ہے لہٰذا کوشش یہ ہی ایسے وجوہ کی تلاش کی جائے جو اُس فضیلت کو پامال یا کم سے کم مشکوک بنا دینے کا ذریعہ ہو سکین چنانچہ ولادت امیر المومنین کے متعلق بھی طرح طرح کے اعتراضات پیش کرکے پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہی جن پر اسلامی احادیث و سیر کی روشنی مین منصفانہ نظر ڈالنا تحقیق پسند انسان کا

فرض ہے۔

پہلا اعتراض

کعبہ کے احترام پر گستاخانہ حملہ

"امیر المومنین ع کی ولادت خانۂ کعبہ کے وقت کعبہ قبلہ نہ تھا تبخانہ تھا تو ایک تبخانہ میں پیدا ہونا کون سے شرف کی بات ہے؟"

اس اعتراض کی جو نوعیت ہے وہ درحقیقت بیت اللہ الحرام خانہ کعبہ کی توہین اور اوسکی عظمت و جلالت کی سبک اندیشی پر مشتمل ہے۔

اعتراض سے صاف ظاہر ہے کہ کعبہ کو جو کچھ شرف حاصل ہوا وہ قبلہ ہونیکے بعد سے اور اسکے قبل وہ عام تبخانوں کے مثل ایک تبخانہ تھا لیکن یہ خیال بالکل تاریخ و حدیث اور اسلامی آثار سے ناواقفیت پر مبنی ہے سرزمین مکہ کا یہ مقدس گھر جس کا نام کعبہ ہے اپنے احترام و جلالت میں کسی خاص وقت و زمانہ کا پابند نہیں ہے بلکہ اول مبدا تکوین ہی سے اسکی جلالت قدر اور رفعت و عظمت محفوظ تھی یہ وہ وقت کہ جب بنی آدم کا وجود نہ تھا اور ورق عالم وجود انسان کے نقش سے سادہ تھا اسی وقت یہ گھر اپنے مرتبہ و عظمت میں مخصوص امتیاز کا مالک تھا۔ اور اسی وجہ سے جب بنی آدم کا وجود ہوا تو انکے لیے طواف و عبادت کے واسطے یہی گھر منتخب ہوا چنانچہ قرآن مجید میں:

ارشاد ہوتا ہے۔

انّ اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدیً للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان آمنا و للّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین (سورۂ آل عمران پ ۴)

"یقین جانو کہ سب سے پہلا گھر جو بنی آدم کے لئے قرار دیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے، وہ مبارک ہے اور تمام عالم کی ہدایت (کا باعث) ہے۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم جو شخص اسمیں داخل ہو جائے وہ امان میں آیا ہے اور خدا کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج واجب ہے اس شخص پر جو اسکی قدرت رکھتا ہو اور جو شخص کفر اختیار کرے (کرے) خدا تمام عالم سے بے نیاز ہے۔"

تفسیر بیضاوی میں جو اہل سنت کی مستند کتاب ہے آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ھو اول بیت بناہ آدم فانطمس فی الطوفان ثم بناہ ابراھیم وقیل کان فی موضعہ قبل آدم بیت یقال لہ الضراح ویطوف بہ الملٰئکۃ فلما اھبط آدم امر بان یحجّہ ویطوف حولہ ورفع فی الطوفان الی سماء الرابعۃ یطوف بہ ملٰئکۃ السماء (طبع استانبول)

"یہ سب سے پہلا گھر ہے جس کو آدم نے تعمیر کیا لیکن طوفان نوح میں وہ

بے نشان ہوگیا پھر حضرت ابراہیم نے اُس کی تعمیر کی اور بعض نے کہا ہے کہ
اس جگہ پر حضرت آدم کے بیٹے ایک گھر بنایا جس کا نام تھا "ضراح" اور ملائکہ
اُس کا طواف کیا کرتے تھے، جب آدم زمین پر اُتارے گئے تو ان کو حکم ہوا
کہ اس کا حج کریں اور اُسکے گرد طواف کریں اور طوفان نوح میں آسمان
چہارم پر اٹھا لیا گیا کہ ملائکہ آسمان اُس کا طواف کریں"۔

دوسری آیت ۔ واذ قال ابراهیم رب اجعل هذا البلد امنا
واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام رب انهن اضللن كثيرا من
الناس فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور رحیم ربنا
انی اسكنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم
ربنا لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم و
ارزقهم من الثمرات لعلهم یشكرون (سورہ ابراہیم پ ۱۳)

"اور جبکہ کہا ابراہیم نے پروردگار اس شہر کو جائے امن قرار دے
اور مجھ کو اور میری اولاد کو بچا اسبات سے کہ ہم بتوں کا پوجا پاٹ کریں ۔
پروردگارا یہ بت بہت لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے ہیں تو جو شخص
میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو مغفرت و
رحم تیرا کام ہے۔ پروردگارا میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو ساکن
کیا ہے ایسے وادی میں جو بے زراعت ہے تیرے محترم گھر کے پاس، بارالہا

تاکہ یہ نماز کو قائم کریں۔ اب تو کچھ لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف موڑ دے اور اُن کو میووں کے ساتھ رزق پہونچا اس لئے کہ یہ تیرا شکر ادا کریں"۔

علامہ بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

عند بیتک الذی حرمت التعرض لہ والتھاون بہ او لم یزل معظما ممنعا تھابہ الجبابرۃ او منع منہ الطوفان فلم یستول علیہ ولذلک سمی عتیقا ای اعتق منہ۔

"تیرے محترم گھر کے پاس یعنی وہ گھر جس سے تعرض کو اور جس کی توہین کو تونے حرام قرار دیا ہے یا جو ہمیشہ سے معظم و محترم رہا ہے کہ بڑے بڑے اہل جبروت اُس سے خوف کرتے تھے یا طوفان نوح کو اُس سے روکدیا گیا کہ اُس پر غلبہ نہ پا سکا اسی وجہ سے اس کا نام عتیق ہوا یعنی یہ طوفان سے آزاد کیا گیا ہے"۔

ان تینوں آیتوں سے بضمیمہ تفسیر حسب ذیل باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔

(۱) کعبہ عالم کے مکانات میں سب سے پہلے خلق ہوا ہے۔

(۲) وہ خدا کی طرف سے متبرک قرار پایا ہے۔

(۳) آدم کو سب سے پہلے اُس کے طواف و حج کا حکم ہوا اور طوفان کے زمانہ میں ملائکہ اُس کا طواف کرتے رہے۔

(۴) حضرت ابراہیم کی دعا تھی عند بیتک المحرم "تیرے محترم گھر کے پاس"۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلیل اللہ کے زمانہ سے کعبہ کا احترام بجائے خود ثابت ہے،

(۵) طوفان نوح جو تمام عالم کو محیط ہو گیا تھا وہ بحکم خدا اس مقام سے علیحدہ تھا اور خانۂ کعبہ اُس سے محفوظ تھا۔

اس کے علاوہ خانۂ کعبہ کی تعمیر جس اہتمام اور جن ہاتھوں سے ہوئی وہ اس گھر کی جلالت و عظمت ثابت کرنے کیلئے بہت کافی ہے۔

سب سے پہلے معمار اس گھر کے ملائکہ مقربین ہیں کہ اُنھوں نے خدا کے حکم سے آکر اسکی تعمیر کی جس کا تذکرہ علامہ قطب الدین حنفی کی کتاب الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام (مطبوعہ مصر صہ۱۲) میں موجود ہے۔

دوسری تعمیر حضرت صفی اللہ آدم کے ہاتھوں ہوئی (صہ۱۳ کتاب الاعلام)

تیسری تعمیر اولاد آدم کے ہاتھوں ہوئی اور چوتھی تعمیر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھوں سے ہے جس کے متعلق علامہ قطب الدین حنفی لکھتے ہیں۔

کان ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام یبنی واسمٰعیل ینقل لہ الاحجار علی عاتقہ فلما ارتفع البنیان قرب لہ المقام فکان یقوم علیہ ویبنی ویحول لہ اسمٰعیل فی نواحی البیت حتی انتھی الی موضع الحجر الاسود فقال ابراہیم لاسمٰعیل یا اسمٰعیل ایتنی بحجر اضعہ ھنا لیکون علما للنّاس یبدأون منہ طواف فذھب اسمٰعیل فی طلبہ فجآء جبرئیل علیہ السّلام الی سیدنا ابراھیم بالحجر الاسود وکان اللہ عزوجل ستودعہ جبل ابی قبیس عند طوفان نوح فوضعہ جبرئیل علیہ السلام فی مکانہ وبنی علیہ ابراھیم وھو

حینئذ تلألأ النور فاضاء بنوره شرقا وغربا ویمینا وشمالا۔

حضرت ابراہیم تعمیر کرتے تھے اور اسمعیل اپنے کاندھے پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے جب دیوار بلند ہو گئی تو حضرت ابراہیم پتھر پر کھڑے ہونے اور تعمیر کرتے تھے اور اسمعیل مختلف اطراف مین اس پتھر کو منتقل کرتے تھے یہانتک کہ حجر اسود کی جگہ تک پہونچے۔ ابراہیم نے اسمعیل سے کہا کہ ایک پتھر لاؤ تاکہ اسکو یہان رکھ دین وہ لوگون کے لئے علامت ہوگا کہ اسی سے طواف کی ابتدا کرین۔ اسمعیل پتھر ڈھونڈھنے کیلئے گئے ادھر جبرئیل ابراہیم کے پاس حجر اسود کو لیکر آئے جسے طوفان نوح کے زمانہ مین اسنے کوہ ابوقبیس مین ودیعت کر دیا تھا جبرئیل نے اسکو اسکی جگہ پر رکھا اور ابراہیم نے اسپر تعمیر کی اور حجر اسود اس زمانہ مین اپنے انوار و تجلیات سے چارون طرف دنیا کو روشن کئے ہوئے تھا۔ (کتاب الاعلام صد ۱۲)

اس تمام و کمال اہتمام سے خدا کے حکم سے جس گھر کی تعمیر ہوئی ہو اس کے شرف عظمت کا کیا پوچھنا ہے مگر اس صورت حال سے صاف ظاہر ہے کہ کعبہ کا شرف اور اس کی عظمت قبلہ متعین ہونے کے بعد تو اور بھی ترقی کر گیا۔ روز ازل جبکہ فیضان ازل فضل و شرف کی تقسیم کر رہا تھا اس وقت تمام امکنہ عالم مین کعبہ ہی زیادہ ممتاز ہو گیا تھا اور اسکو شرف عظمت حاصل ہو چکا تھا کعبہ میں بتون کے رکھنے سے بیت کبریٰ کی عظمت گھٹ نہین سکتی تھی یہ کفار مکہ کی نافہمی اور ناقدر شناسی تھی کہ انھون نے ایسے متبرک با عظمت مقام کو اپنے ہاتھون سے تراشے ہوئے بتون کے لئے منتخب کیا

الغرض درحقیقت اگر غور کیا جائے تو اس کا باعث بھی کعبہ کا عظمت و شرف ہی تھا چونکہ تمام انبیاء و رسل کی زبان سے کعبہ کی عظمت گوش زد ہو کر دلون مین راسخ ہوگئی تھی اس وجہ سے ان لوگون نے اپنے معبودون کے لئے اس گھر سے بہتر کوئی جگہ نہ پائی لیکن اس کی وجہ سے کعبہ کی عظمت کو کوئی صدمہ نہین پہونچ سکتا۔

فتح مکہ ۸ھ مین ہوئی ہر اور بتون کا اخراج اسی سال ہوا ہر۔ یہ رسول کی زندگی کا تقریباً آخری دور تھا بمعترض کے مذاق کے موافق اس کے پہلے کعبہ بتخانہ تھا اور بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تحویل قبلہ اس سے بہت پہلے کا واقعہ ہر۔ تو کیا کہا جا سکتا ہر کہ خدا نے ایک بتخانہ کو قبلہ مسلمین بنا دیا؟

اسی طرح وجوب حج کی آیت بھی ۶ھ مین اتری ہر جو بت شکنی کے تین سال پہلے کا واقعہ ہر تو کیا خدا نے بتخانہ کا حج و طواف مسلمانون پر واجب کیا تھا؟

عبد المطلب کے زمانہ مین ابرہہ کا حملہ اور اصحاب فیل کی یورش اور قدرت خدا سے ابابیلی عسکر کے ہاتھون اُنکی تباہی قرآن مجید کے صفحات پر موجود ہر۔ کیا خدا کی طرف سے ایک بتخانہ کی حفاظت یون ہی کی جاتی ہر؟

معلوم ہوا کہ بتون کے رکھ دینے سے کعبہ کا شرف گھٹ نہین گیا تھا اسی وجہ سے کعبہ کے قبلہ بنانے اور اُس کا حج واجب کرنے مین بتون کے ہٹنے کا انتظار نہین کیا گیا اور ابرہہ کے حملہ سے حفاظت بھی اخراج اصنام پر موقوف نہین رہی۔

کعبہ بیت اللہ الحرام تھا جس کا حج و طواف ہمیشہ سے واجب ہے اور چونکہ

تمام الکنۂ عالم مین فضل و بہتر تھا خدا کی طرف سے امیر المومنین کی ولادت کے لئے منتخب ہوا اور اُس نے اپنی قدرت و حکمت سے بند دروازہ کو چھوڑ کر نیا در بنایا اور اپنے بندۂ خاص کی ولادت کے لئے اپنے خاص گھر کو خالی کر دیا اور لطف یہ ہے کہ کعبہ کے دامن پر بتخانہ کے لفظ کو کھکر جو دھبہ لگا یا گیا تھا اُس کے چھڑانے کا سہرا بھی اسی مولود کے سر بندھا اور دوش نبی پر قدم رکھکر کسر اصنام اسی ہستی کے دفتر فضائل کا ایک مختصر باب ہے۔

دوسرا اعتراض

پیدائش کے وقت زچہ جس طرح کے نجاسات سے آلودہ ہوتی ہے وہ کسی طرح کعبہ کی طہارت و عزت سے مناسبت نہین رکھنے لہٰذا یہ روایت ماننے کے قابل نہین ہے "

یہ سوال درحقیقت خداوند عالم پر اعتراض کی شان رکھتا ہے۔ بعد اس کے کہ شیعہ و سنی دونون فریق کی کتابون سے یہ مطلب بالکل ثابت ہے کہ امیر المومنین علی کی ولادت خداوند عالم کے حکم سے کعبۂ مشرفہ کے اندر ہوئی اور فاطمہ بنت اسد کو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ کعبہ کے اندر جگہ دی تو اب اس سوال کا موقع ہی نہین رہتا کہ کعبہ مطہر ہے اور ولادت کے وقت زچہ نجاست سے آلودہ ہوتی ہے۔ معترض کی نظر مین شاید نظام عادی غیر ممکن التبدل ہو خداوند عالم اس کے

تغیر و تبدل سے عاجز ہے اور خدا کا دائرہ قدرت و اختیار تنگ ہے۔ جن چیزوں کا وجود عقلاً محال ہے ان سے تو بے شک قدرت کا تعلق نہیں ہوتا لیکن جو چیزیں عقلاً محال نہ ہوں اور امکانی حدود کے اندر ہوں ان کا نظام عادی کے خلاف واقع ہونا کسی عقلی بات یا نظریے کے خلاف نہیں ہے۔

ولادت کے وقت عورتوں کا معمولی نجاسات سے ملوث ہونا نظام عادی کے مطابق سہی مگر عقلاً ضروری نہیں ہے اور نہ اس کے خلاف کوئی عقلی فیصلہ موجود ہے۔ ایسی حالت میں جب خداوند عالم نے فاطمہ بنت اسد کو اپنے حکم سے کعبہ کے اندر داخل کیا اور اس ولادت کو وہاں واقع ہونے دیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس نے اپنے معزز مہمان کی طہارت کا خیال رکھا ہے۔

اگر قرآن و حدیث کی روشنی میں نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ مولود وہ تھا جس کی طہارت کا خداوند عالم اپنی قوت قاہرہ کے ساتھ ضامن ہو چکا تھا۔ اور اس کی پاکیزگی پر بٹہ ملنے والا ازلی ارادہ قائم تھا اور اسی بنا پر اسلامی کتب احادیث میں ایسے تصریحات موجود ہیں جو اس مقدس ذات کی غیر معمولی طہارت کا پتہ دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ مناوی مصری نے کنوز الدقائق میں جناب رسالتمآب سے روایت کی ہے۔ لاینبغی لاحد ان یجنب فی المسجد الا انا و علی "کسی شخص کو جائز نہیں کہ وہ مسجد میں جنب ہو سوائے میرے یا علی کے"

اور ابوسعید خدری کی روایت ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ یا علی

لا یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک۔

حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے علی کسی شخص کیلئے حلال نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنب ہو سوائے میرے اور تمہارے"۔

ور شیخ سلیمان بلخی قندوزی نے ینابیع المودۃ میں روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا۔

ان علیاً منی بمنزلۃ ھٰرون من موسیٰ وھو منی ولا یحل لاحد ان ینکح فیہ النساء الا علی وذریتہ۔

اس قسم کے بہت سے احادیث کتب اہلسنت میں موجود ہیں اور ان کے علاوہ اگر ان احادیث پر نظر کی جائے جن میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بتول نام ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہے تو صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی طہارت اس حد پر تھی کہ وہ اوقات جن میں عام افراد نجس سمجھے جاتے ہیں ان میں بھی ان حضرات کی طہارت اپنی حالت پر باقی رہتی تھی اور ان حضرات کے دامن تک نجاست کا گذر نہ تھا۔

پھر ان احادیث کو دیکھتے ہوئے جو مستند اسلامی کتب میں موجود ہیں خانہ کعبہ میں امیر المومنینؑ کی ولادت میں کونسا استبعاد ہو سکتا ہے؟ مولود جب تک مطہر و معصوم تھا تب ہی خالق کائنات کی جانب سے خانہ کعبہ کو جس کی تطہیر کا ابراہیم و اسمٰعیل کو حکم ہو چکا تھا اور طہر بیتی کہکر اس کی طہارت میں اہتمام کا اظہار کر دیا گیا تھا اس ولادت کیلئے خالی کر دیا گیا اور بیت اللہ میں ولی اللہ کی

ولادت ہوئی۔

تیسرا اعتراض

"یہ روایت کتب اہلسنت میں مذکور نہیں ہے"

اس کے لئے اُن اجلہ علمائے اہلسنت کا نام لکھ دینا کافی ہے جن کا ذکر کرنا

اس روایت کو اُس کے صحت و اعتبار کا ضامن ہے۔

ابن مغازلی شافعی مصنف کتاب مناقب۔ علامہ بدخشی مصنف نزل الابرار

کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی مصنف مطالب السئول۔ ملا محمد صالح ترمذی کشفی

مصنف مناقب مرتضوی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مصنف مدارج النبوۃ

مولوی محمد مبین فرنگی محلی مصنف وسیلۃ النجاۃ۔ سبط ابن جوزی مصنف تذکرہ

خواص الامہ۔ علی بن برہان الدین شافعی مصنف انسان العیون۔ موفق بن

احمد خوارزمی مصنف کتاب مناقب۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب ازالۃ الخفاء۔

موخر الذکر بزرگ یعنی بیہقی ہند حضرت محدث دہلوی نے تو صاف صاف اس روایت

کے تواتر کی گواہی دی ہے اور تحریر فرماتے ہیں:۔

قد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیرالمومنین

علیاً فی جوف الکعبۃ فانہ ولد یوم الجمعۃ الثالث عشر من شہر

رجب بعد عام الفیل بثلثین سنۃ فی الکعبۃ ولم یولد فیہا

احد سواہ قبلہ و لا بعدہ۔

"اخبار متواترہ سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے امیرالمومنینؑ کی ولادت عین کعبے کے اندر واقع ہوئی اور آپ روز جمعہ ۱۳ رجب عام الفیل سے تیس برس کے بعد کعبہ میں پیدا ہوے اور کعبہ کے اندر کوئی شخص آپکے قبل اور آپکے بعد پیدا نہیں ہوا"

اس عبارت سے جہاں اس واقعہ کا تواتر ثابت ہوتا ہے اُسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت حضرت سے مخصوص ہے اور آپکے قبل و بعد کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا اگر کیا کہا جائے تعصب کو کہ جب امیرالمومنینؑ کی اس فضیلت کا انکار نقش بر آب ہوا اور اسلامی تاریخ نے دھنون پر ہاتھ رکھا۔ یا تو یہ قول تراشا گیا کہ یہ فضیلت امیرالمومنینؑ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ حکیم بن حزام بھی جاہلیت میں کعبے کے اندر پیدا ہوا تھا۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایسے متبحر عالم اپنی کتاب میں کیون لکھدیتے ہیں کہ لم یولد فیھا احد سواہ قبلہ ولا بعدہ "علی کے پہلے اور اُن کے بعد کوئی شخص کعبہ میں پیدا نہیں ہوا"

اور اخطب خوارزم مناقب میں لکھتے ہیں لم یولد فی البیت قبلہ احد وھی فضیلۃ خصہ اللہ بھا اجلالا لہ و اعلاء لمرتبتہ۔

"علی کے قبل بیت اللہ میں کوئی شخص پیدا نہیں ہوا اور یہ وہ فضیلت ہے"

جس کو خدا نے اجلال و احترام کی غرض سے آپکے ساتھ مخصوص قرار دیا؟
کیا یہ لوگ جاہل تھے یا تنگ نظر تھے؟ یا شیعہ تھے؟ یا تاریخ و
حدیث سے بے خبر تھے؟ یقیناً ان مستند علماء کے تصریحات کے بعد اس خیال
کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی۔ (ادارہ)

عظیم الشان فرزند کا عظیم المرتبت باپ

ایمان ابوطالب

(نوشتہ فاضل اجل اہلسنت مولانا یحییٰ شاہ صاحب نظامی از حیدرآباد دکن)

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے پہلے بڑے فدائی
سب سے پہلے بڑے حامی اور سب سے پہلے بڑے عاشق دنیا میں حضرت ابوطالب
ہیں۔ آپکی والہانہ محبت اور بیتابانہ الفت کا یار واغیار۔ دوست و دشمن کو
بھی اعتراف ہے۔ اور نواور خود حضور نے بھی آپ کی اس دلی محبت کا بارہا ذکر
فرمایا ہے۔ یہ انتہا متاثر بھی ہوئے عشق محمد نے ابوطالب کو نہ تن من کا
ہوش تھا نہ قریش سے کوئی ان بن کا دھیان تھا نہ اپنی سدھ تھی نہ پرائی
دھن تھی۔ فکر تھی تو محمد کی۔ دھن تھی تو محمد کی۔ اس دھن میں انھیں اس
غضب کا انہماک ہے کہ دل میں تصور محمد تھا تو آنکھوں میں تصویر محمد تھی۔

حضور کے کھانے پینے تک نہ آپ کھاتے نہ بچوں کو کھلاتے حضور کے پہنے بغیر
نہ خود پہنتے نہ کسی کو پہناتے۔ دن بھر حضور کی خبر گیری اور خبرداری رات بھر
محمد کی دلداری اور پہرہ داری یہ تھی حضرت ابو طالب کی روز کی کارگذاری۔
حضور کی دیکھ بھال حضور کی سنبھال حضور کی حمایت اور حضور کی تبلیغ میں بقیہ
عمر صرف کردی مرتے دم تک یہی دھن رہی کہ محمد کا کیا ہوگا۔ ان کے دوش
بدوش کون کھڑا رہے گا۔ آخری سانس بھی انکے کام آئے تو زہے سعادت چنانچہ فرماتے ہیں

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم   حتی اوسد فی التراب دفینا

میرے قبر میں اترنے تک دشمن کی رسائی تم تک محال ہے۔
حضور نے بھی اس کا اعتراف فرمایا یا عم ما اسرع ما وجدت
لعدک۔ (ابو نعیم)
خدا کا کرنا کہ حضور پورے چالیس برس کے ہو چکے۔ بال بچے والے بنے۔
خدا کی عنایت سے نبی اور رسول بھی ہو گئے۔ مگر ابو طالب کا آپ سے وہی عشق رہا
وہی پیار رہا اور وہی محبت رہی بلکہ دن بڑھتے تھے تو محبت بھی بڑھتی گئی۔ نئے
دین کی ترویج اور جدید ملت کی اشاعت نے ابو طالب کے عشق کو نہ گھٹایا بڑھایا
تو آپ ہمہ تن حضور کی تبلیغ اور طرفداری میں مصروف ہو رہے۔ ادھر بنی ہاشم کو
آپ کی اتباع کا شوق دلاتے تھے اور ادھر قریش سے کہتے تھے کہ محمد کی سنو
محمد کی بات مانو ایک دن ان کا مرتبہ ہونے والا ہے ان کا دین جو سب

دینوں میں بہتر ہے عالمگیر دین ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا (ابن سعد) دین سے بڑھکر دین والے کی تعریف فرماتے ہیں الم تعلموا انا وجدنا محمداً رسولاً کموسی خط ذلک فی الکتب معشر قریش کیا تمھیں خبر نہیں کہ محمد بھی موسیٰ کے جیسے نبی ہیں جسکی شہادت کتب سماوی دے رہی ہیں۔

حضرت ابوطالب کو نہ صرف دین محمدی کی صداقت اور حضور سرورعالم کی نبوت کا اعتراف تھا بلکہ بروایت بخاری ایک حد تک دین محمدی کی تبلیغ وترویج میں سعی بھی کی ہے۔ اپنے بچوں کو وصیت کی الزم ابن عمک وصل جناح ابن عمک (اصابہ) جان پدر محمدؐ سے چمٹے رہو اور ان کے دوش بدوش عبادت کیا کرو اور قریش کو مخاطب کرکے بارہا کہا حدثنی محمد ابن اخی ان اللہ امرہ بصلۃ الارحام وان یعبد اللہ ولا یعبد معہ احداً ومحمد عندی الصدوق الامین واللہ ما کذب قط۔

خطیب ابن سعد۔ حاکم وطبرانی)

میرے بھتیجے محمد نے مجھ سے فرمایا کہ خدا نے اوسکو صلہ رحم اور اپنی ہی عبادت کا حکم دیا ہے۔ غیر خدا کی پرستش سے منع فرمایا ہے اور محمد میرے پاس سچے اور امین ہیں قسم بخدا انھوں نے کبھی بھی دروغ بات نہیں کہی تو۔ اس اپنے ایقان کو نظم بھی کیا ہے۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا

اس راسخ الاعتقادی کی بنا یہ تھی کہ ابوطالب کو بھی حضور کے بچپن سے آپکی زندگی کے مختلف واقعات اور مافوق الفطرت حالات کے مطالعہ کا خاص موقع ملا۔ آپنے بیسون خرق عادات دیکھے کئی معجزون کا مشاہدہ فرمایا راہبون کاہنون اور یہودیون سے آپ کی نبوت کی صداقتین سنین پیدائش کے غیر معمولی حالات مطالعہ کئے حضور کی دعا سے خود شفایاب ہوئے (ابن عساکر) ذی المجاز مین آپکے قدم کے نیچے سے چشمہ آب کا نکلنا دیکھا (ابن سعد) خشک سالی مین آپ کا پانی برسانا ملاحظہ فرمایا (خطابی) صحیفہ قریش کا دیمک چاٹ جانا دیکھا (بخاری) ابر کا سایہ آپکے سر پر ملاحظہ فرمایا اور کئی معجزے مشاہدہ کئے اور ہر مرتبہ فرماتے تھے واللہ لانت مبارک خدا کی قسم تم بڑے مبارک ہو۔

ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے سفاقسی نے تمہید مین لکھا ہے ان کون الایمان ہو التصدیق فقط وقد صح عن ابی حنیفۃ ھکذا العینی ایمان صرف تصدیق ہے اور ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ عینی شرح بخاری مین فرماتے ہین ان الاقرار باللسان شرط لاجراء الاحکام حتی ان من صدق الرسل فی جمیع ما جاء بہ فہو مومن وقال النسفی ان ذلک ہو المروی عن ابی حنیفۃ والیہ ذہب الاشعری وھو مذہب ابی المنصور

امام عضدالدین شرح مواقف مین فرماتے ہین کہ الایمان عندنا ھو تصدیق
الرسول فیما علم مجیئہ بہ ضرورۃ وھو قول الغزالی وامام الحرمین
والاشعری وقول القاضی الباقلانی والاستاد ابی اسحاق الاسفرائنی
نسبہ التفتازانی الی جمہور المحققین یعنی جمہور علمائے محققین کے نزدیک
مین ایمان صرف تصدیق قلبی ہے۔

یہ بات تو حضرت ابوطالب کو حاصل تھی۔

بیہقی نے دلائل مین حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی کی فریاد
پہ حضور نے بارش کی دعا فرمائی، اتنا پانی برسا کہ غرق آب ہونے کی نوبت آگئی
پھر لوگ حاضر ہوئے موقوفی باران کی دعا چاہی فرمایا اللھم حوالینا لا
علینا اسکے ساتھ ہی پانی تھم گیا حضور نے تبسم فرمایا اور کہا خدا ابوطالب کو
جزائے خیر دے وہ زندہ ہوتے تو آج کے معجزہ پر بہت خوش ہوتے اور ان کا
وہ شعر ادنفلین محفوظ کرتا حضرت علیؑ نے عرض کیا شاید ابوطالب کے اس شعر

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

کی طرف ارشاد مبارک ہے۔ فرمایا ہان ہان اسی کی طرف میری مراد ہے۔
اس حدیث سے ابوطالب کے لئے دعائے خیر فرمانا اور ابوطالب کو معجزات
نبویہ پر جو مسرت ہوتی تھی اوس کا اظہار فرمانا ثابت ہے۔ وہ قصیدہ جس کا
یہ ایک شعر ہے اتنی شہرت رکھتا ہے جسکی فصاحت وبلاغت کی داد فصحائے

عرب ان دی۔ یہ اوسی وقت نظم کیا تھا جب آنحضرت اور سارے بنی ہاشم شعب
ابوطالب مین محصور تھے۔ حافظ ابن سعد نے طبقات مین اور ابن حجر نے اصابہ
مین اور ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسکی فصاحت و بلاغت خود
کہے دیتی ہے کہ ابوطالب ہی اسکے ناظم ہین۔ یہ قصیدہ معلقات سبعہ سے
کہین فصیح تر اور ادائے معانی مین بلیغ تر ہے اسکے دو تین شعر خاص کیفیت
کے ہین لعمری لقد کلفت وجدا باحمد ۞ واحببتہ حب المحب المواصل
یہ و بان ذات قسم مین محمد کا دیوانہ ہون اور تین اوس نہ دیوانہ دار رچاہتا ہون
وندعوا ان ابنا دبینا امین ولا یعزی لقول الاباطل
سبکو معلوم ہے کہ ہمارا بچہ ادرا بنی امانت دار ہے اور وہ جھوٹا نہین سنے۔
حلیم رشید عاقل غیر طائش یوالی الٰھا لیس عنہ بغافل
محمد حلیم ہین۔ رشید ہین۔ عاقل ہین۔ عالی ظرف ہین اور ایسے خدا کے والہ
و شیدا ہین جو اوس سے غافل ہو تا ہی نہین ہے پھر ارشاد فرماتے ہین۔
فدیت بنفسی دونہ وحمیتہ ودافعت عنہ بالذرا و الکلاکل
مین نے اپنی جان اون کی حمایت مین وقف کی ہے اور دشمنون کو اپنے سر سے اور سینہ
کے زور سے ہٹا دیا ہے۔ ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوطالب کو
رسول اللہ سے بیحد محبت تھی اپنے بچون کو بھی وہ اتنا نہ چاہتے تھے سوتے
تو حضور کے بازو مین اور چلتے تو آپ کے ساتھ مین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی

ابوطالب کو بے انتہا چاہتے تھے ابوطالب کے دیکھے بغیر آپ کو چین نہ آتا تھا نہ چچا
کا دل بھتیجے کے دیکھے بغیر ٹھہرتا تھا اور نہ بھتیجے کا کلیجہ ابوطالب سے ملے بغیر ٹھنڈا ہوتا تھا۔
سیدنا علیؓ نے وفات ابوطالب کی حضور میں خبر کی تو اس قدر روئے کہ زمین تر
ہوگئی اور فرمایا اذھب فغسلہ وکفنہ وواره غفر اللہ لہ ورحمہ (ابن سعد
وابن عساکر) ابوداؤد نے سنن میں ابن جارود اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی
صحیح میں اور نسائی نے سنن میں سیدنا علیؓ سے روایت کی لما مات ابوطالب
اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموتہ فبکی بکاءً شدیداً وقال
اذھب فغسلہ وکفنہ وواره غفر اللہ لہ ورحمہ۔ جب محدثین نے اسناد صحیح سے
اسکی روایت کی ہو تو معلوم اور کتنوں نے نہ کی ہوگی یہ حدیث بہر حال صحیح ہے۔ ہمارا
تو یہ عقیدہ ہے کہ ادھر غفر اللہ لہ ورحمہ زبان وحی ترجمان سے نکلا اور ادھر حضرت
ابوطالب مغفور اور مرحوم ہوگئے۔ زبان نبوت سے مغفرت یافتہ ہستی کی نسبت
ہم ایسا گمان کیوں نہ کریں؟ ابن سعد نے طبقات میں باسناد صحیح حضرت عباسؓ سے
روایت کی کہ آنحضرت بارگاہ رسالت میں عرض کیا ابوطالب کی بھی خبر ہے کہ
نہیں حضورؐ نے فرمایا کل الخیر ارجو من ربی ان پر خدا کا فضل ہی فضل ہے
بعض ایمان ابوطالب کیلئے تو دلیل نہیں اور آیت انك لا تهدی من
احببت اللہ کے عدم ایمان پر پیش کرتے ہیں۔ جو جسارت ہے کون کہہ سکتا ہے کہ
یہ آیت عدم ایمان ابوطالب کی سند پر اتری؟ رسول اللہ جب رہیں صحابہ موجود

کر رہی ہیں۔ اسکو کھینچ تان کر حضرت آمنہ یا حضرت ابوطالب کی طرف پھیرنا
بڑی گستاخی ہے۔ علاوہ برایں یہ آیت مدنی اور سورہ برات مدنی پھر اس کا
نزول حضرت ابوطالب کیلئے کس طرح ہو سکتا ہے وہ اس آیت کے نزول سے
بارہ سال پہلے دنیا سے گذر گئے تھے۔

ایک اور حدیث بھی پیش کی جاتی ہے جو بخاری میں تین جگہ مروی ہے اور
جس کو امام احمد۔ مسلم۔ ابن ابی شیبہ۔ نسائی و بیہقی نے بھی سعید بن
المسیب عن ابیہ روایت کی کہ حدثنا اسحاق خبرنا یعقوب بن ابراہیم
قال حدثنی ابی عن صالح عن ابن شہاب قال خبرنی سعید بن
المسیب عن ابیہ انہ اخبرہ انہ لما حضر اباطالب الوفاۃ جاءہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فوجد عندہ اباجہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب یا عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ
اشہد لک بھا عند اللہ فقال ابوجہل وعبد اللہ یا اباطالب اترغب عن
ملۃ عبد المطلب فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرضہا علیہ
ویعودان تلک المقالۃ حتی قال ابوطالب اخر ما کلمہم ہو علی ملۃ
عبد المطلب ابی ان یقول لا الہ الا اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اما و اللہ لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فانزل اللہ
تعالی فیہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الخ

بخاری جلد اول صفحہ (کتاب الجنائز) اسکی اسناد مین ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمٰن بن عوف ہین جن کو یحییٰ بن سعید جیسے نقاد حدیث نے ضعیف لکھا ہے اور ابن عدی نے انکو راوی المنکرات عن الزہری کہا ہے اور خود بخاری نے ان کی ایک روایت پر ھذا اسناد لا یعرف تخریج کیا۔ دوسرے شخص صالح بن کثیر ہین ان کی ابو زرعہ اور ذہبی نے تضعیف کی ہے۔ اس حدیث کی بخاری نے اور بھی دو طریق سے اور دیگر محدثین نے بھی اپنے اپنے اسناد سے روایت کی ہے مگر ساری روایتون کا دارومدار سعید بن المسیب عن ابیہ پر ہے۔ سعید خیر التابعین۔ ثقہ۔ امام اور حجۃ ہین مگر اُن کے والد مسیب بن حزن اور مسیب کے بھائی حکیم بن حزن صغار صحابہ سے تھے یہ دونون بھائی اپنے والد حزن بن ابی وہب مخزومی کے ساتھ علی اکثر الروایات فتح مکہ کے دن مسلمان ہوے تھے اور بروایت محمد بن اسحٰق حکیم بن حزن اور ان کے باپ حزن جنگ یمامہ مین اور مسیب شام مین شہید ہوے مسیب سے ان کے فرزند سعید کے سوا کسی اور نے کچھ سنا نہ روایت کیا اور روایت بھی بس یہی ایک یہ یقینی بات ہے کہ ابو طالب کی وفات کے وقت وہ مسلمان نہ تھے بلکہ حاضر بھی نہ تھے۔ شاید ابو طالب کو دیکھا بھی نہ ہوگا کیونکہ وہ صغیر السن صحابہ سے تھے علامہ عینی عمدۃ القاری شرح بخاری مین فرماتے ہین عبد اللہ بن ابی امیہ کا بحالت کفر وفات

ہونا ہے کہ وقت وفات موجود تھا نہ رہنا مسلم ہے مگر مسیب بن حزن کا بحالت اسلام

تو ابی طالب کی مرض موت میں ہونا ہے وقت وفات موجود رہنا کسی صحیح

روایت سے ثابت نہیں بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف روایت سے منقول ہے۔

(کتاب التفسیر عمدۃ القاری صفحہ ۲۸۵ جلد ہشتم) کرمانی فرماتے ہیں کہ یہ تینوں

روایتیں شرط بخاری پر صحیح نہیں ہیں کیونکہ مسیب کے ان کے فرزند کے

سوا کسی اور نے ان کی روایت نہیں کی اور بخاری شریف کی شرط ہے کم از کم

دو شخصوں کی روایت کرنا ضروری ہے (عمدۃ القاری جلد تاسع ص ۹۲)

روایت کے سیاق و سباق سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایک ہی شخص

نے یہ سارا قصہ بیان نہیں کیا چنانچہ حدیث کا آخری فقرہ یہ ہے قال

ابو طالب آخر ما کلمھم ھو علی ملۃ عبد المطلب وابی ان یقول

لا الہ الا اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما واللہ

لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فانزل اللہ تعالی فیہ ما کان للنبی

والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الخ

خود شارح عینی کا بیان معلوم ہوتا ہے جو لانا اس وقت مسلمان تھا کیونکہ کافر

اگر ہوتا تو کلمہ لا الہ الا اللہ اپنی زبان سے نہ نکالا ہوتا اور قرآن کی آیت

ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین کو جو حیثیت سے

کے مشرک رہنے کی اوسکی ہی توہین یہ ہے اس لئے انہیں زبان سے دوہرایا ہو

چالیس آیتوں کے ساتھ حضرت علیؑ کو حضور نے مکہ معظمہ روانہ فرمایا تھا اور یہ سال ۹ ہجری تھا۔

مگر حدیث بخاری سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ادھر رسول اللہ ص نے اما واللہ لاستغفرن لک مالم انہ عنک فرمایا اور ادھر آیت ما کان للنبی نازل ہوئی اور یہ بات واقعہ کے خلاف ہے۔ مزید برآں اس روایت کے بالکل خلاف میں محمد بن اسحاق نے جنھیں شعبہ جیسے عظیم الشان ہستی امیر المومنین فی الحدیث مانتی ہے اور جنکو بخاری جیسے امام فن حدیث کا امام مانتے ہیں عباس بن عبد المطلب سے ثبوت ایمان ابوطالب کا عینی شہادت ایسی پیش کی ہے کہ حضرت عباس اوسی محفل میں تھا اور اسی وقت عرض کرتے ہیں میں نے ابوطالب کو وہی کلمہ کہتے سنا ہے جو آپنے ابھی ادنھیں کہنے کو فرمایا تھا آپ اس خبر سے مسرور ہو جاتے ہیں اور چچا کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں خدا انھیں بخشے اور جزائے خیر دے تم نے میری محبت میں کوئی کسر اوٹھا نہ رکھی (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۲)

اس روایت پر اعتراض یہ ہے کہ حضرت عباس اس وقت مسلمان نہ تھے ان کی شہادت کیونکر قبول ہو۔ جواب یہ ہے کہ خود رسول اللہ نے انکی شہادت قبول فرمائی اور مسرت کا اظہار فرمایا تھا یہ کافی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری والی روایت مسیب بن حزن پر بھی یہی اعتراض ہو سکتا ہے بلکہ اس سے بڑھکر کہ وہ اُس جلسہ میں موجود بھی نہ تھے باوجود ان کے اوس مجلس میں حاضر نہ رہنے کے اور باوجود ان کے اسوقت مسلمان نہ رہنے کے اون کی منسوبہ روایت سے نفی ایمان ابوطالب کا فیصلہ محض فرضی شہادت پر جیسے کر دیا گیا ہے اسی طرح سے ایمان حضرت ابوطالب بھی حضرت عباس کی شہادت سے قابل قبول ہے کیونکہ حضرت عباس برادر ابوطالب بھی تھے اور حاضر الوقت بھی تھے اور اپنے اسلام کے بعد بھی اسکی روایت کی ہے کیونکہ حضرت عباس سے جنھوں نے اس کی روایت کی اون میں حضرت عباس کے صاحبزادہ عبد اللہ بن عباس بھی ہیں -

ثبوت ایمان ابوطالب کے بڑے حامی علمائے اہلسنت سے علی بن حمزہ بصری سہیلی - محمد بن اسحاق - مسعودی - ابن سید الناس شیخ عبد الحق دہلوی ہیں چنانچہ شیخ کے الفاظ یہ ہیں -

" و نیز می آرند کہ عباس سر خود را نزد او برد و شنید از وے کلمۂ شہادت را و بحضرت رسانید و گفت اسلم عمک یا رسول اللہ پس خوشحال شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم " (مدارج جلد اول صـــ ۴۹۹)

نیز نجات و مغفرت حضرت ابوطالب کے قائلین میں امام ابومنصور ماتریدی - امام اشعری - غزالی - امام الحرمین - سفاقسی - امام نسفی - باقلانی

رسالہ "حقائق" لکھنؤ

میں ایک عرصہ سے اس ضرورت کا احساس کر رہا تھا کہ ہمارے ہاتھ میں
ایک عالمانہ علمی و تحقیقی رسالہ کا موجود ہونا لازمی اور ضروری ہے تاکہ ایک طرف
اہل بیت علیہم السّلام کے معارف و حقائق کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رہے
اور دوسری طرف غیر مسلمین کیطرف سے دین حق پر آئے دن جو حملے ہوتے رہتے
ہیں اُن کا بروقت دفاع کیا جا سکے۔ چنانچہ اب تک اس کے مبادیات طے کرتا
رہا اور اب بحمد اللہ اس نتیجہ پر پہونچ گیا ہوں کہ جلد از جلد مجوزہ رسالہ کا اجرا
کر دیا جائے جس کا امامیہ مشن سے اُس سے زائد تعلق نہ ہوگا کہ اُس کے اغراض
و مقاصد کی نشر و اشاعت اس رسالہ کے ذریعہ سے ہوتی رہیگی مگر مشن پر اس
کا کوئی بار یا کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

افراد قوم میں یہ خبر مسرت کیساتھ سنی جائیگی کہ مجوزہ رسالہ یعنی "حقائق"
کا پہلا نمبر ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ یوم ولادت امام عصر عجل اللہ فرجہ
کو شائع ہوگا۔ سائز ۲۰ + ۲۶ کاغذ سفید، حجم چار جزو، چندہ سالانہ چار روپیہ
اور ششماہی دو روپیہ آٹھ آنہ ہوگا۔ نمونہ کا پرچہ چھ آنے کے ٹکٹ وصول
ہونے پر روانہ کیا جائیگا۔

"حقائق" کا پہلا ہی نمبر آپکو یہ بتا دیگا کہ وہ کیسے کیسے گرانبہا مضامین
کا حامل ہوگا۔ اُمید کہ افراد قوم کثیر سے کثیر تعداد میں اس رسالہ کی خریداری قبول فرمائینگے

الداعی الی الخیر سید ابن حسین عفی عنہ

امامیہ مشن کے تبلیغی رسالے

نمبر	نام رسالہ	قیمت	محصول
۱	قاتلانِ حسینؑ کا مذہب (تیسرا ایڈیشن)	۴ر	۱ر
۲	تحریفِ قرآن کی حقیقت (دوسرا ایڈیشن)	۶ر	۱ر
۳	مولودِ کعبہ "	۱ر	۲ر
۴	وجودِ حجت "	۴ر	۱ر
۵	اصولِ دین اور قرآن "	۴ر	۱ر
۶	اتحاد الفریقین حصۂ اوّل "	۴ر	۱ر
۷	حسینؑ اور اسلام اردو (تیسرا ایڈیشن)	۱ر	۲ر
۸	" ہندی	۱ر	۲ر
۹	" انگریزی	۲ر	۲ر
۱۰	متعہ اور اسلام	۸ر	۱ر
۱۱	امامتِ ائمہ اثنا عشر اور قرآن	۰ر	۲ر
۱۲	تجارت اور اسلام	۳ر	۲ر
۱۳	اتحاد الفریقین حصۂ دوم	۴ر	۱ر
۱۴	علیؑ اور کعبہ	۱ر	۲ر
۱۵	رجال بخاری حصۂ اوّل	۶ر	۱ر
۱۶	مذہب ما و ب بہار حصۂ اوّل	۶ر	۱ر
۱۷	نوروز و غدیر	۱ر	۲ر
۱۸	مجاہدۂ کربلا	۲ر	۲ر
۱۹	کربلا کا آتم بلیدان ہندی	۲ر	۲ر
۲۰	دی مارٹیرڈم آف حسینؑ انگریزی	۲ر	۲ر
۲۱	اسوۂ حسینیؑ	۷ر	۱ر
۲۲	جنگ صفین	۳ر	۲ر
۲۳	تذکرۂ حفاظِ شیعہ	۶ر	۱ر
۲۴	" حصۂ دوم زیرِ طبع ہے		
۲۵	مقصودِ کعبہ	۱ر	۲ر

المشتہر

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ